تشکیل قوانین اسلامی

کے مراحل

مفتی امجد العلی

(۴)

اسی طرح عمر عبداللہ استاذ الشریعۃ الاسلامیہ کلیۃ الحقوق جامعہ اسکندریہ اپنی تالیف احکام الشریعۃ الاسلامیہ میں تدوین قانون فقہی پر بحث کرتے ہوئے اس کے تاریخی ادوار کے بیان کے آخر میں لکھتے ہیں۔

ورأت الدولة العثمانية ان الضرورة تقضي بأن تصاغ احكام المعاملات المدنية في مواد على نمط القوانين الوضعية. فعينت "لجنة علمية" سميت "مجلة جمعيتي" كان اعضاءها من مشاهير علماء الدولة العثمانية برئاسة جودت (باشا) العالم الكبير والمؤرخ الشهير وزير العدل وقت ذاك وباشرت اللجنة عملها سنة ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۹) ميلادية واتمت عملها سنة ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶)[1]

(اور دولت عثمانیہ نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ ملکی معاملات کے لیے بھی قانونی دفعات جدید شکل میں وضع ہونا ضروری ہیں اس لیے ایک علمی لجنہ (کمیٹی) کا تعین کیا جس کا مجلۂ جمعیتی نام رکھا گیا۔ اس کے ارکان دولت عثمانیہ کے مشاہیر علماء اور احمد جودت باشا اس کے صدر تھے۔ جودت باشا اپنے وقت کے بڑے عالم اور مشہور مؤرخ تھے اور اس وقت وزیر عدل تھے۔ اس کمیٹی نے ۱۲۸۵ھ میں اپنا کام شروع کیا۔ اور ۱۲۹۳ھ میں مکمل کر لیا۔)

---

[1] الفقہ الاسلامی ص ۲۰۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۷۷ھ مطابق سنہ ۱۹۵۸ء طبع ثالثہ۔

اس سے چند سطور بعد لکھتے ہیں۔ یہ کمیٹی اپنی تحقیقات میں جس نتیجہ پر پہنچی، اس کا خلاصہ یہ تھا کہ فقہی احکام کے تحت جو کتاب مدوّن ہو، وہ نہایت محکم اور سہل الماخذ ہو۔ تمام اختلافات سے پاک وصاف ہو اور اس میں تمام اقوال جمع کیے گئے ہوں جو کسی حد تک باصطلاح فقہ مختار تصور کیے جاتے ہوں۔ چنانچہ سلطان وقت کے مبارک ارادے کے پیش نظر مذکورہ کمیٹی نے دفعاتی شکل پر "مجلۃ الاحکام العدلیہ" نام سے ایک کتاب مرتب کی، جس کی کل دفعات کی تعداد (۱۸۵۱) تھی۔ اور پھر ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ ہجری میں دولت ترکیہ میں اس کا نفاذ کر دیا گیا۔ استاذ عمر عبد اللہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

وكانت الغاية التى ارادت اللجنة تحقيقها تاليف كتاب فى المعاملات الفقهية يكون مضبوطا سهل المأخذ عاريا من الاختلاف حاويا للاقوال المختارة سهل المطالعة على كل احد وقد نشرت بارادة سنية من السلطان ما جمعته اللجنة المذكورة من الاحكام فى مواد على اسلوب القوانين باسم مجلة الاحكام العدلية وعدد موادها ۱۸۵۱ مادة۔ وقد صار العمل بهذا القانون فى ۲۶ شعبان سنة ۱۲۹۳ھ۔ وطبق فى تركية۔"

اس قانون مجلہ میں وقف، میراث، وصیت اور دیگر احوال شخصیہ کے سلسلہ میں قانونی دفعات فقہیہ موجود نہ تھیں۔ البتہ باب الحجر میں تبعاً کچھ دفعات داخل کی گئی تھیں پھر ۱۹۱۷ء میں دولت عثمانیہ نے قانون ازدواج اور فرقت بین الزوجین کا قانون جاری کیا جس میں مذہب حنفی کے بعض احکام سے اعراض کرتے ہوئے دوسرے مذاہب اسلامیہ کے احکام کو پیش نظر رکھا گیا تھا۔ مثلاً تفریق بین الزوجین، عدم وقوع طلاق مکرہ وسکران وفساد عقد زواج مکرہ۔ چنانچہ استاذ موصوف کی اصل عبارت یہ ہے:۔

ولم تتعرض اللجنة للوقف والميراث والوصية وسائر مواد احوال الشخصية۔ الا ما جاء ضمنا فى كتاب الحجر.... فى سنة ۱۹۱۷ سنت الدولة التركية قانونا للزواج والفرقة بين الزوجين وعدل القانون المذكور فى بعض المسائل عن مذهب الحنفية۔ واخذ بما فى المذاهب الاسلامية الاخرى۔ مثل التفريق بين الزوجين عند حصول شقاق ونزاع، وخيف الا يقيما حدود الله وعدم وقوع طلاق المكره والسكران وفساد عقد زواج المكره :۔

اور یہ کہ قانون زواج وفرقت بین الزوجین میں حکومت ترکیہ نے مذہب حنفی کے علاوہ دیگر مذاہب اسلامیہ (فقہ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔) کے احکامات کو شامل کیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جدید معاشرے میں

ایسے نئے واقعات اور معاملات ظہور میں آ گئے تھے کہ ان پر کسی ایک فقہ اسلامی کا اطلاق مشکل تھا۔ چنانچہ دولت عثمانیہ کی معینہ کمیٹی "مجلہ جمعیت" نے جو رپورٹ سلطان کی خدمت میں پیش کی اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ولما جاء فی تقریر اللجنة المذکورة الذی رفعته الی عالی باشا الصدر الاعظم فی شهر محرم سنة ۱۲۸۶ھ ان علم الفقه بحر لا ساحل له واستنباط المسائل اللازمة فیه لحل المشکلات یتوقف علی مهارة علمیة وملکة کلیة علی الخصوص فی مذهب ابی حنیفة لانه قام فیه مجتهدون کثیرون متفاوتون فی الطبقة ووقع فیها اختلافات کثیرة ومع ذلک فلم یحصل فیه تنقیح کما حصل فی فقه الشافعیة۔ بل لم تزل مسائله اشتاتاً متشعبة۔ فتمییز القول الصحیح من بین تلک المسائل والاقوال المختلفة وتطبیق الحوادث علیها عسیر جداً۔ عدا ذلک فانه بتبدل الاعصار تتبدل المسائل التی یلزم بناءها علی العرف والعادة۔[1]

(مذکورہ کمیٹی کی رپورٹ میں جو اس نے عالی پاشا صدرِ اعظم کو ماہِ مُحرّم ۱۲۰۶ھ میں پیش کی، یہ آیا ہے:۔
بے شک علم فقہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا ساحل نہیں اور حل مشکلات کے لیے اس سے ضروری مسائل کے موتیوں کا استنباط کرنا علی الخصوص مذہب حنفی میں ملکہ کلّی پر موقوف ہے۔ کیونکہ اس میں کثیر مجتہد متفاوت طبقات کے ہوئے اور اس میں کثرت سے اختلافات واقع ہوئے۔ اور اس کے ساتھ اس فقہ میں اس طرح کی تنقیح نہیں ہوئی، جیسے فقہ شافعیہ میں بلکہ اس کے مسائل اب تک بکھرے ہوئے ہیں، چنانچہ ان مسائل اور مختلف اقوال سے قولِ صحیح کی تمیز اور ان پر معاملات و حوادث کی تطبیق کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ علاوہ ازیں زمانوں کی تبدیلی کے ساتھ مسائل بھی جن کی بنیاد عرف اور عادت پر لازماً ہوتی ہے، بدل جاتے ہیں۔)

۱۲۹۱ھ (۱۸۷۴ء) میں جب مصر نے دولت عثمانیہ کی تولیت سے آزادی حاصل کی، تو اسے بھی یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی احکامات کے مطابق قانون مرتب کرے، چنانچہ

---

[1] احکام الشریعۃ الاسلامیۃ محولہ بالا ص ۱۳

---

[1] احکام الشریعۃ الاسلامیۃ فی احوال الشخصیۃ مطبوعہ دار المعارف مکہ ۱۹۶۱ء ص ۱۳-۱۴

۱۸۷۵ء اور ۱۸۸۰ء میں محکمۂ شرعیہ سے اس سلسلہ میں ضروری احکامات جاری ہوئے۔ اس وقت محکمۂ شرعی معاشرے کے تمام مسائل یعنی عام مدنی مسائل، فوجداری اور دیگر شخصی مسائل پر حاوی تھا۔ محمد قدری باشا مرحوم نے "مدنی" قانون کے بارے میں جدید قانونی تشکیل کے مطابق ایک کتاب "مرشد الحیران" مرتب کی، جو کل ۹۴۱ دفعات پر مشتمل تھی اور اس کے تمام مسائل فقہ حنفی سے ماخوذ تھے۔ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۰ء کو نظارۃ المعارف کی طرف سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ اس کے بعد مرحوم نے قانون وقف پر کتاب "قانون العدل والانصاف فی مشکلات الاوقاف" تالیف کی اور ۱۸۹۳ء میں اس کی طباعت عمل میں آئی۔ اس کے ساتھ ہی موصوف نے کتاب "الاحکام الشرعیۃ فی احوال الشخصیہ" کی تدوین شروع کی۔ اس کی کل دفعات ۶۴۰ تھیں۔ یہ کتاب ھبہ حجر وصیت میراث اور دیگر شخصی مسائل پر مشتمل تھی۔ قوانین کی تدوین و تشریع کا یہ سلسلہ ۱۹۲۰ء تک دھیرے دھیرے جاری رہا یہاں تک کہ ۱۹۳۶ء میں وزارت عدل نے اس وقت کے شیخ جامعہ ازھر کی زیر صدارت قوانین شرعیہ کی ترتیب و تشکیل کے لیے مشاہیر علماء مصر کا ایک ادارہ قائم کیا۔ اس ادارے نے قوانین میراث و وصیت و وقف وغیرہ کا دوبارہ قانون مرتب کیا، جسے مصری پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا اور معمولی سی ترمیم کے بعد پارلیمنٹ نے اس کے نفاذ کی بالاتفاق آراء منظوری دی۔ ان قوانین کو مجموعی طور پر تمام مذاہب اسلامیہ (حنفیہ، شافعیہ مالکیہ، حنبلیہ) سے اخذ کیا گیا تھا کسی ایک فقہ پر انہیں محصور کیا گیا تھا اور نہ یہ کسی خاص مذہب کے ساتھ مخصوص تھے۔

استاد عمر عبداللہ اپنی مذکورہ کتاب "احکام الشریعۃ" میں اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وفی سنۃ ۱۹۳۶ الفت وزارۃ العدل لجنۃ من کبار العلماء برئاسۃ الاستاذ الاکبر شیخ الجامع الازھر فی ذلک الوقت للنظر فی احکام الاحوال الشخصیۃ۔ فاتمت اللجنۃ المذکورۃ اعداد مشروعات قوانین المواریث والوصیۃ والوقف فعرضت الحکومۃ تلک المشروعات علی البرلمان، وتمت الموافقۃ علیھا بعد ادخال تعدیلات فی بعض موادھا۔ وصدر بھا القانون رقم ۷۷ لسنۃ ۱۹۴۳۔ باحکام المواریث والقانون رقم (۴۸) لسنۃ ۱۹۴۶ باحکام الوقف والقانون رقم (۷۱) لسنۃ ۱۹۴۶۔ احکام الوصیۃ۔

وقد خولف فی تلک القوانین مذھب الحنفیۃ وعدل عنہ فی کثیر من المسائل واخذ بما فی المذاھب الاسلامیۃ الاخری۔ بدون ان یتقید برأی امام معین من الائمۃ المجتہدین

ولا بمذهب دون مذهب۔ تحقیقاً للعدالۃ والمصلحۃ العامۃ ودفعاً للمشقۃ و دفعاً للحرج الذی کان یلحق الناس من التزام محاکم الشرعیۃ التقید بمذهب واحد وهو مذهب الحنفیۃ۔ والتزام احکام الفقهیۃ فی القضاء بین الناس والفصل فی الخصومات والمنازعات۔ فما استحدث فی تلک القوانین من تعدیل وخولف فیها مذهب الحنفیۃ۔ روعی فی ذالک الاخذ بالیسر الاحکام الفقهیۃ من المذاهب الاسلامیۃ الاخری۔ واقربها الی ما تنطوی علیہ الشریعۃ الاسلامیۃ السمحۃ من تیسیر علی الناس ورفع الحرج والعسر عنهم۔

آج تمام اسلامی ممالک کے خواہ عرب ہوں یا غیر عرب، علماء اس امر پر متفق پائے جاتے ہیں کہ احکامات شرعیہ اسلامیہ کی قانونی تشکیل و ترتیب اسی صورت میں عصر حاضر کے لیے صحیح ہو سکتی ہے اگر کسی فقہ پر مسائل کے حل کا انحصار نہ رکھا جائے بلکہ تمام فقہاء متقدمین کے اقوال فقہ کو احکام شرعیہ کا ایک حصہ سمجھا جائے اور ان سب سے استنباط کیا جائے، چنانچہ عہد حاضر کے مشہور مصنفین مثلاً ڈاکٹر عبدالرزاق سنہوری مؤلف نظریۃ العامۃ۔ سلیمان مرقس مؤلف نظریۃ العقد۔ حسن کیرہ مؤلف محاضرات فی المدخل۔ ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ مؤلف الاموال والنظریہ والفقہ الاسلامی و تاریخ الفقہ الاسلامی وغیرہ۔ وسید عبداللہ علی حسین مؤلف المقارنات التشریعیۃ۔ رمزی سیف مؤلف الوسیط۔ انور الخطیب مؤلف احوال الشخصیہ۔ عبدالعاطی محمد مؤلف اشکالات التنفیذ۔ عمر ممدوح مصطفےٰ مؤلف اصول تاریخ القانون۔ علال فاسی مؤلف مقاصد الشرعیۃ الاسلامیہ۔ حسنی نصار مؤلف نظام الایداع فی القانون اور عبدہ مؤلف النظم الدستوریہ۔ وغیرہم کی قانونی تصنیفات امام عبدالوہاب شعرانی کی اس وصیت کی جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، مکمل تصویر ہیں جسے امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم کے لیے ان الفاظ مذکورہ میں پیش کیا ہے۔ ولا بد للمسلم من احد هذه الطرق لیطابق اعتقاده باطنا قوله باللسان۔ ان سائر ائمۃ المسلمین علی هدی من ربهم فی کل حین وآن۔ اور ان اصحاب قلم نے امام ابو شامہ کے اس قول پر عمل کرنے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا ہے جسے شاہ ولی اللہ صاحب نے انصاف میں یوں نقل فرمایا ہے۔ دفیمن لا یجوز ان یستفتی الحنفی مثلاً فقیهاً شافعیاً وبالعکس ولا یجوز ان یقتدی الحنفی بامام الشافعی مثلاً۔ فان هذا قد خالف اجماع قرون الاولی وناقض الصحابۃ والتابعین

مسلسل